تہذیب مغرب پر نقد میں سید قطب شہید کا منہج و اسلوب

Sayyid Qutub and His Criticism on Western Civilization

محمد شریف*
پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ بشارت**

Abstract

Sayyid Qutub was one of the most influential Islamic thinkers of the 20th Century. He fervently believed that Islam should govern the social, economic and political order of the society to improve the human condition and purge ills of society. He emphasized that Islam must combat any system that usurps God's sovereignty by giving man power over other men. Qutub argued that a key characteristic in the Islamic society was social justice that did not exist in the West because of its materialistic philosophy of life. He called upon the Muslims to examine Islam's comprehensive philosophy of the universe, life and human kind. In his view, a clear understanding of the universe, and the harmony between the cosmos and life, would lead Muslims to a deep appreciation of Islam as a religion of unity, encompassing all elements of life.

Keywords: *Civilization, West, Sayyid Qutub, Criticism, implications*

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
** چیئرپرسن شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ ٹیکنالوجی، لاہور

تعارف

سترہویں صدی عیسوی میں تحریک احیائے علوم کے بعد اسلام کو مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔ مغرب کے متعارف کردہ سیاسی، معاشی اور تہذیبی نظام ہائے حیات میں پوری دنیا خصوصاً اسلامی دنیا کے متعدد تحدیات پیش کیے گئے ہیں جس نے اسلامی طرزِ حیات کے متبادل ایک نئے طرزِ زندگی کو متعارف کروایا۔ مذکور مغربی فکر کے نمایاں پہلو سوشلزم، ڈارون ازم، امپریل ازم، میٹریل ازم، ماڈرن ازم اور سیکولر ازم ہیں۔ مغربی فکر کے مذکور عناصر نے عالم اسلام کے دانشوروں کو تین نمایاں قسموں میں تقسیم کر دیا۔ اُن میں سے ایک گروہ نے مغرب سے آنے والی ہر چیز اور ہر فکر کو خلاف اسلام اور کفر قرار دے کر اس سے نظریں پھیر لیں اور اس کے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا۔ دوسرے گروہ نے مغربی فکر کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس کے سامنے مرعوبیت کی تصویر بن گیا۔ محققین امت کے تیسرے گروہ نے اسلام اور مسلمانوں خصوصاً قرآن اور اس کے دیئے ہوئے نظام کے بارے میں پیدا کیے جانے والے شکوک و شبہات اور اعتراضات کا گہرائی سے جائزہ لیا مغربی فکر کی بنیادوں کا بغور مطالعہ کیا اور پھر قرآن حکیم کی روشنی میں امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا۔

سید قطب شہید(۱۹۰۶ء تا۱۹۶۶ء) دورِ حاضر کی ان اہم اسلامی شخصیتوں میں سے ایک ہیں جو مذکورہ بالا تیسرے گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کی ایک طرف دینی علوم کے ماخذوں تک رسائی ہے اور دوسری جانب انہوں نے مغربی فکر و فلسفہ اور مستشرقین کے نظریات کا بھی گہرا مطالعہ کر رکھا ہے۔ مغربی معاشرے کی عملی تفہیم کے لیے انہیں امریکہ میں کچھ عرصہ رہنے کا موقع میسر آیا جس سے اس تہذیب کی عملی تباہ کاریاں انہوں نے بچشم خود ملاحظہ کیں۔ تصنیفی حوالے سے سید قطب کی خدمات اگرچہ بہت زیادہ ہیں تاہم تہذیب مغرب پر تنقید اور دعوت اسلام جیسے عظیم کام میں فی ظلال القرآن، العدالة الاجتماعية فی الاسلام، معالم فی الطريق، معركةالاسلام والرأسمالية، السلام العالمي والاسلام، الاسلام ومشكلات الحضارة، خصائص التصور الاسلام و مقوماته اور امريكا التی رأيت جیسی تصانیف اہم کردار ادا کرتی نظر آتی ہیں۔

سید قطب(۱۹۰۶ء -۱۹٦٦ء) کی سیمابی شخصیت جو ایک بے قرار طبیعت کے ساتھ ساتھ ایک مؤرخانہ شعور اور تجزیاتی ذہن کی حامل تھی، ان کے فکری ارتقاء کو دیکھیں تو ان کی تحریرات اس پر روشنی ڈالتی ہیں کہ جب وہ فکری اور شعوری طور پر دین کی اساسیات کی طرف متوجہ ہوئے تو پھر اس کے عملی نقشے کو برپا کرنے کیلئے وہ بے چین و مضطرب رہے۔ مزید برآں جب انہوں نے مغرب (امریکہ) کی طرف سفر اختیار کیا تو وہاں رہ کر انہوں نے مغربی تہذیب کی چکا چوند کے اندر چھپی ہوئی فحاشی، انسانی استحصال، جنسی اباحیت اور معاشی مفادات سے جڑی اقدار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان کے مغرب کے تجزیاتی مشاہدات نے دوبارہ پھر انہیں اسلام کی طرف شعوری طور پر لوٹا دیا۔

پروفیسر جان کیلورٹ (Prof. John Calvert*) کو سید قطب پر تخصص حاصل ہے۔ انھوں نے مغرب کے منفی پراپیگنڈے کا جواب دیا ہے۔ ۲۰۱۰ء میں کولمبیا یونی ورسٹی سے شائع شدہ اپنی کتاب Sayyid Qutb and the Origins of Radical Islamism میں لکھتے ہیں :

"مصر کے دیہی علاقے سے تعلق رکھنے والا سادا سا نوجوان سید قطب، پہلے پہل ایک سیکولر قوم پرست تھا۔ مگر مطالعے اور حالات کے معروضی مشاہدے نے اس کے فکرو نظر کو تبدیل کر دیا جس کے نتیجے میں وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سماجی، معاشی اور سیاسی تبدیلی لانے کے لیے مصلح بن کر سامنے آیا۔ امریکہ کے سفر نے سید قطب کو مشتعل نہیں کیا، بلکہ ان کے اسلامی سماجی، معاشی اور سیاسی مطالعے کو اور زیادہ دلائل و تقویت فراہم کی۔ درحقیقت سید قطب کے انقلابی تصورات کی تشکیل کا بنیادی قصہ یہ ہے کہ مغربی سامراجی اور مابعد نوآبادیاتی دھونس کے خلاف جدوجہد نے انھیں ظلم کے خلاف ابھارا، جس میں وہ سامراجیت، اشتراکیت، قوم پرستی اور سرد جنگ کے جبر کو چیلنج کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔(1) "

چنانچہ امریکہ سے واپسی پر ان کی فکری تحریروں کا ایک اہم ہدف مغربی فلسفہ اور اس کے تہذیبی مظاہر پر فکر انگیز گفتگو ہے۔ سید قطب جب واپس مصر پلٹتے ہیں تو ان کی دیدۂ بینا مغرب کی

* (John Calvert is Professor of History at Creighton University, USA)

فکرو علمی بنیادوں کے کھوکھلے پن کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔ چنانچہ ان کے افکار میں بالعموم اور فی ظلال القرآن میں بالخصوص مغربی تہذیب اور اس کے مظاہر کا بھرپور دلائل کے ساتھ رد کیا گیا ہے اور معاصر مغربی افکار جیسے لبرل ازم، سیکولرازم، ڈارون ازم، ماڈرن ازم اور مارکسزم وغیرہ کا دلائل کے ساتھ تاروپود بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

سید قطب اپنے قیام امریکہ کے دوران مخالفین اسلام کے مقابلے میں مدافعانہ موقف کے برعکس مغربی جاہلیت اور تہذیب کے بارے میں جارحانہ مسلک پر قائم تھے ۔اور احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر مغربی جاہلیت کے بودے اور متزلزل مذہبی عقائد پر تلخ تنقید کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کی تحریر کردہ آخری کتاب" معالم فی الطریق " میں تہذیب مغرب کا آنکھوں دیکھا حال یوں بیان کیا ہے۔

"وفي المجتمعات الجاهلية الحديثة ينحسر المفهوم " الأخلاقي " ؛ بحيث يتخلى عن كل ما له علاقة بالتميز " الإنساني " عن الطابع " الحيواني " ! ففي هذه المجتمعات لا تعتبر العلاقات الجنسية غير الشرعية - ولا حتى العلاقات الجنسية الشاذة - رذيلة أخلاقية . . إن المفهوم الأخلاقي يكاد ينحصر في المعاملات الاقتصادية - والسياسية أحياناً في حدود " مصلحة الدولة ".(2)

"عہد حاضر کے جاہلی معاشروں میں اخلاق کا مفہوم اس حد تک محدود ہو کر رہ گیا ہے کہ اس کے دائرے سے ہر وہ پہلو خارج ہوچکا ہے جو انسانی صفات اور حیوانی صفات میں خط فاصل کا کام دے سکتا ہے ۔ ان معاشروں کی نگاہ میں نا جائز جنسی تعلقات بلکہ افعال ہم جنسی تک بھی اخلاقی رذالت اور عیب شمار نہیں ہوتے ۔ اخلاق کا مفہوم قریب قریب اقتصادی معاملات کے اند ر محصور ہو کر رہ گیا ہے۔ اور کبھی کبھار سیاست کے اندر بھی اس کا چرچا ہوتا ہے مگر ریاست کے مفادات کی حد تک ۔ "

تہذیب مغرب پر سید قطب کی تنقید کو حسب ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

نظریۂ اباحیت و جنسیت کے مغربی تصورات پر تنقید

اہل مغرب کی نئی نسل اس خام تصور پر تربیت پا کر تیار ہوئی کہ سنگین مسئلہ جنس کا حقیقی حل اباحیت اور بے قیدی ہے۔ اس نسل کا طرۂ امتیاز ہی یہ تھا کہ اس نے بھرپور آزادی کو شعار بنا

کر فطری جذبات و میلانات پر سے دباؤ کو ختم کر دیا تھا اور نوجوان نسل بے پرواہ اور بے فکر ہو کر جسمانی خواہشوں اور لذتوں کے حصول میں منہمک ہو گئی اسے کسی نگران کا کوئی خطرہ نہ رہا اور اسے ضمیر، سماج، ریاست اور مذہب کا کوئی ڈر باقی نہیں رہا۔ دنیا آس لگا کر بیٹھ گئی کہ اس اباحیت مطلقہ سے بھوکی جبلت کی تسکین ہو جائے گی، جسمانی آتش شوق سرد ہو جائے گی اور بالآخر ایک ایسا سماجی ڈھانچہ تشکیل پا جائے گا جس میں تمام مسائل زندگی حل ہو جائیں گے۔ دراصل اہل مغرب کے یہ تصورات خام خیالی پر مبنی تھے اس کے نتیجے میں جو طوفان بدتمیزی برپا ہوا اس کا اندازہ لگانا محال ہے۔ اہل مغرب کی اس خام خیالی کے بھیانک نتائج کا تذکرہ کرتے ہوئے سید ابو الحسن علی ندوی کہتے ہیں ۔

"اس وقت مغرب ایک اخلاقی جذام میں مبتلا ہے جس سے اس کا جسم برابر کٹتا اور گلتا جا رہاہے اور اب اس کی عفونت پورے ماحول میں پھیلی ہوئی ہے اس مرض جذام کا سبب (جو تقریبا لا علاج ہے) اس کی جنسی بے راہ روی اور اخلاقی انارکی ہے جو بہیمیت و حیوانیت کے حدود تک پہنچ گئی ہے لیکن اس کیفیت کا بھی حقیقی و اولین سبب عورتوں کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی ،مکمل بے پردگی ، مردو زن کا غیر محدود اختلاط اور شراب نوشی تھی۔(3) "

تفسیر فی ظلال القرآن میں سورۃ النور کی آیت نمبر ۲۹ کی تفسیر کرتے ہوئے سید قطب نظریۂ اباحیت و جنسیت کے ضمن میں یوں رقمطراز ہیں۔

"ولقد شاع في وقت من الأوقات أن النظرة المباحة ، والحديث الطليق ، والاختلاط الميسور ، والدعابة المرحة بين الجنسين ، والاطلاع على مواضع الفتنة المخبوءة، شاع أن كل هذا تنفيس وترويح ، وإطلاق للرغبات الحبنسية ، ووقاية من الكبت ، ومن العقد النفسية ، وتخفيف من حدة الضغط الجنسي ، وما وراءه من اندفاع غير مأمون ـ-ـ إلخ، شاع هذا على إثر انتشار بعض النظريات المادية القائمة على تجريد الإنسان من خصائصه التي تفرقه من الحيوان ، والرجوع به إلى القاعدة الحيوانية الغارقة في الطين! - وبخاصة نظرية فرويد." (4)

"انسانیت پر ایک ایسا دور بھی آیا کہ نظریہ اباحیت پھیل گیا جنسین کے درمیان آزادانہ گفتگو، آزادانہ اختلاط، گپ شپ کو عام کر دیا گیا یہاں تک کہ بچوں کو جنسی تعلیم دی جانے لگی اور خفیہ ترین باتوں سے پردہ اٹھایا گیا یہ باتیں اور اقدامات اسی نظریہ کے تحت کیے گئے کہ یہ امور جنسی میلان اور جنسی جذبات کو دبانے کے نقصانات سے بچاتے ہیں اور لوگوں کو یہ مواقع ملتے ہیں کہ وہ آزادانہ طور پر جو چاہیں جنسی معاہدے کریں یہ اجازت ان نظریات نے اس لئے دی کہ لوگ جنسی میدان میں تشدد اور دوسری غلط کاریاں نہ کریں یہ جنسی آزادی اس وقت رائج ہوئی جب انسان کے بارے میں خالص مادی نظریات رائج ہوئے اور انسان کو محض حیوان قرار دیا گیا خصوصاً فرائیڈ کے جنسی خیالات کی ترویج کے بعد۔"

چنانچہ شرم و حیا اور اس کے متعلق قرآن کی آیات میں جہاں ضرورت ہو وہ مغرب کے اس مفکر فرائیڈ اور اس موضوع کے اہم رخ پر سے نقاب اٹھاتے ہیں اور جنسیت کے پردے میں انسانی بہیمیت کو بے نقاب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ سید قطب اپنی تفسیر میں سورۃ العصر کی تشریح کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''ومن هنا كانت إيحاءات الدارونية والفرويدية والماركسية هي أبشع ما تبتلى به الفطرة البشرية والتوجيه الإنساني ، فتوحي إلى البشر بأن كل سفالة وكل قذارة وكل حقارة هي أمر طبيعي متوقع ، ليس فيه ما يستغرب ، ومن ثم ليس فيه ما يخجل .. وهي جناية على البشرية تستحق المقت والازدراء." (5)

"انسانی فطرت اور انسانی شعور کے لیے ڈارونیت، فرائیڈیت اور مارکسیت کی تعلیمات خبیث ترین چیزیں ہیں یہ تعلیمات انسان کو اس گمراہی اور کج فکری میں مبتلا کرتی ہیں کہ ہر پستی ، ہر گندگی اور ہر رذالت فطری و طبعی چیزیں ہیں ان میں کوئی بھی حیرت اور شرمانے کی ضرورت نہیں۔دراصل یہ تعلیمات نوع انسانی کے لیے جرم عظیم کا درجہ رکھتی ہے۔"

فرائیڈیت اور ڈارونیت نے مغرب کی نئی نسل کے ذہن میں یہ بات پختہ کر دی کہ سماج، اخلاق ، مذہب اور روایات فی الواقع انسانی طبیعت اور نفس انسانی کی حقیقتوں سے متصادم ہے

۔ حقائق زندگی اور نفس انسانی کے بارے میں یہ بہت بڑا مغالطہ ہے جس نے انسانیت کو حیوانیت کے درجے سے بھی گرا دیا ہے کیونکہ حیوانات کے لیے بھی کچھ فطری حدود و قیود مقرر ہیں ۔ محمد قطب اس حقیقت کو اپنی کتاب میں یوں واضح کرتے ہیں۔

"سچی بات تو یہ ہے کہ مغرب کی نئی نسل کے شوق آزادی اور ذوق عیش کوشی نے خود ہی اسے مجبور کیا کہ و ہ ان ساری خرافات کو تسلیم کر لے تا کہ ان حیوانی اعمال کے کرنے کے بعد وہ ضمیر کی سر زنش اور احساس جر م سے بچ سکیں اس کے علاوہ انہیں ایک اور فریب بھی دیا گیا وہ یہ کہ ان سے کہا گیا کہ تم اس آزادانہ حیوانی روش کو اختیا ر کر کے تہذیب یا فتہ کہلا و گے۔(6) "

صاحب تفسیر کا ایک کمال مغربی افکار کا گہرا مطالعہ اور اس کا عقلی بنیادوں کا رد بھی ہے۔ اس میں کبھی وہ فکر کو بنیاد بناتے ہیں اور کبھی کسی مغربی مفکر کو۔ چنانچہ بے مہار جنسیت کے حوالے سے وہ مغربی فلسفی فرائیڈ کے نظریات کو عقل کے میزان پر تول کر رد کر دیتے ہیں صرف شریعت ہی نہیں اور ساتھ بتاتے ہیں کہ فطرت صالحہ اور توحید ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ(7)

ترجمہ :اللہ کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کیے رہیں، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ فرائیڈ کے افکار نے مغربی معاشرے پر بہت بڑے اور دورس اثرات ڈالے ہیں ۔ فرانس کی تحریک وجودیت ((Existentialism دراصل فرائیڈ کے افکار ہی کی ایک تباہ کن جھلک ہے مغربی معاشرے پر فرائیڈ کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے محمد قطب کہتے ہیں۔

"غرض یورپ اور امریکہ کی آزادیٔ کامل کی تمام تحریکات مسئلہ جنس کے بارے میں فرائیڈ ہی کے افکار سے متاثر ہیں اور انہی مہلک اثرات کے نتیجے میں ننگی صحافت ، عریاں فلمیں اور جنسی ادب وجو د میں آئے ہیں۔(8) "

مزید برآں جہاں تخلیق آدمؑ ایسے امور کی بحث قرآن میں آتی ہے اسی ذیل میں صاحب تفسیر ڈارون کے نظریہ ارتقاء پر متعدد اعتراضات کرتے ہیں اور اس فلسفہ کے داخلی تضادات کو

نمایاں کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ انسانی وجود کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کا سامان بھی عطا فرما دیا تھا۔ قرآن کی درج ذیل آیت اسی طرف رہنمائی کرتی ہے ارشاد ربانی ہے۔

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ(9)

ترجمہ: پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کوئی خوف نہ ہو گا۔

اورانسان اول فطرت صالحہ یعنی توحید پر پیدا ہوا وہ بندر اور اس کے ارتقائی کڑیوں کے نتیجے میں بت پرستی سے گزرتا ہوا توحید تک نہیں آیا بلکہ اس کی فطرت میں ہی توحید کا مادہ رکھ دیا تھا۔ فطرت کی اسی پکار کی عکاسی عہد الست سے آشکارا ہوتی ہے۔

مغربی معاشی افکار پر تنقید

سید قطب نے ۱۹۵۳ء میں قاہرہ سے مجلہ **"الفکر الجدید"** جاری کیا اس پرچے میں دیگر موضوعات کے ساتھ انہوں نے جاگیردارانہ ظلم، سرمایہ دارانہ سفاکی اور استعماری حیوانیت پر شدت سے لکھنا شروع کیا۔ اجناس خوردو نوش کی ذخیرہ اندوزی اور مالی وسائل پر اجارہ داری کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں غلط ثابت کیا۔ عبید اللہ فہد فلاحی اور محمد صلاح الدین عمری اپنی کتاب" سید قطب شہید حیات و خدمات "میں لکھتے ہیں کہ:

"اس مجلہ میں جاگیردارانہ نظام پر تنقیدی مضامین کے علاوہ ظالم و جابر حکمرانوں و جاگیرداروں کے استحصال اور سرمایہ داروں کے ظلم وجور سے عوام کو آشنا کرنے کا فریضہ انجام دیا اور اسلامی نظام عدل اور قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی معاشرت و معیشت کی خوبیوں کو اجاگر کیا اور اس کے مقابلہ میں جاگیر داری و سرمایہ داری کے ظلم و عدوان کا پردہ فاش کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 10 "

اسلام کے معاشی نظام، نظام زکوٰۃ و صدقات اور ترغیبات انفاق کے حوالے سے جو آیات مبارکہ ہیں کہیں کہیں ان کی تفسیر میں مغرب کی معاشی فکر کا ناقدانہ جائزہ لے کر اس کو حقائق کی روشنی میں رد کرتے ہیں۔ ایڈم سمتھ کی ہوس دولت کے نظریے سے لے کر کارل مارکس کے نظریہ

زائد تک کو زیر بحث لاتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ استحصالی فکر جو مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کا لازمی جزو ہے۔ اس کا اصل مدعا معاشی استحصال کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور ترقی پذیر ممالک کے ساتھ مغرب کا ظلم وجور اسی سرمایہ دارانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ سورہ عبس کی تفسیر میں سید قطب اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

" ولم يرفع هذا الميزان من الأرض إلا قريبا جدا بعد أن طغت الجاهلية طغيانا شاملا في أنحاء الأرض جميعا، وأصبح الرجل يقوم برصيده من الدولارات في أمريكا زعيمة الدول الغربية، وأصبح الإنسان كله لا يساوي الآلة في المذهب المادي المسيطر في روسيا زعيمة الدول الشرقية، أما أرض المسلمين فقد سادت فيها الجاهلية الأولى ، التي جاء الإسلام ليرفعها من وهدتها وانطلقت فيها نعرات كان الإسلام قد قضى عليها.وحطمت ذلك الميزان الإلهي وارتدت إلى قيم جاهلية زهيدة لا تمت بصلة إلى الإيمان والتقوى.. ولم يعد هنالك إلا أمل يناط بالدعوة الإسلامية أن تنقذ البشرية كلها مرة أخرى من الجاهلية." (11)

"جاہلیت "کے طغیان نے زمین کے گوشہ گوشہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا آج امریکہ میں، جو مغرب کا امام ہے۔ انسان کی قدرو قیمت اور اس کے مقام کو اس کے سرمائے کی بنیاد پر متعین کیا جاتا ہے اور روس میں جو مشرق کا امام ہے اور جہاں مادہ پرستانہ نظام، کمیونزم مسلط ہے انسان کی قیمت آلات سے بھی کم ہے اور رہے دیگر ممالک تو ان کا حال بھی ابتر ہے۔" جاہلیت اولیٰ "جس کے استحصال کیلئے اسلام آیا تھا ان ممالک پر پھر سے مسلط ہو گئی ہے وہ نظریات اور نعرے جنہیں اسلام نے کالعدم کر دیا تھا ان میں پھر سے ان کا چلن عام ہو گیا ہے۔ خدا کی میزان چکنا چور کر دی گئی ہے۔ امید کی اب صرف ایک ہی کرن ہے اور وہ یہ کہ موجودہ دور کی اسلامی دعوت پوری انسانیت کو پھر" جاہلیت "کے شکنجہ سے نجات دلائے۔ "

سید قطب نے" جاہلیت "کی اصطلاح سے مراد عمومی طور پر سمجھا جانے والا معنی نہیں بلکہ وہ اس 'جاہلیت' کی اصطلاح کو مردود کے معنوں میں لیتے ہیں۔ یعنی انہوں نے یہ اصطلاح صرف غیر مسلم معاشرے اور افراد کے بارے میں ہی استعمال نہیں کی بلکہ ان نام نہاد مسلمانوں کے بارے میں بھی جو ان کے نزدیک فکر ی لحاظ کے ساتھ عملاً بھی غیر اسلامی زندگی گزارنے کے روا دار ہیں اس کا اطلاق

ان پر بھی ہو گا۔ ایسے میں ان کے ساتھ بحث کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ان کے نزدیک غیر مسلموں کے ساتھ اس طرح کے مسلمان بھی" جاہلیت "کا شکار ہیں وہ اپنی تفسیر میں جاہلیت کی مخصوص تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"إن الجاهلية ليست فترة ماضية من فترات التاريخ، إنما الجاهلية كل منهج تتمثل فيه عبودية البشر للبشر، وهذه الخاصية تتمثل اليوم في كل مناهج الأرض بلا استثناء. ففي كل المناهج التي تعتنقها البشرية اليوم ، يأخذ البشر عن بشر مثلهم : التصورات والمبادئ ، والموازين والقيم ، والشرائع والقوانين ، والأوضاع والتقاليد. وهذه هي الجاهلية بكل مقوماتها. الجاهلية التي تتمثل فيها عبودية البشر للبشر ، حيث يتعبد بعضهم بعضا من دون الله." (12)

"جاہلیت ماضی کے کسی دور کا نام نہیں ہے جاہلیت ہر اس نظام کا نام ہے جس میں انسان، انسان کی بندگی کرتا ہو اور یہ خصوصیت بلا استثناء آج روئے زمین کے ہر نظام کی ہے ۔ آج نوع انسانی جن نظام ہائے حیات کو پیش کر رہی ہے ان میں انسان اپنے ہی جیسے انسانو ں سے افکا ر و تصورات ، اصول و مبادی ، اقدار اور پیمانے ، قوانین و شرائع ، ضوابط اور طور طریق اخذ کرتا ہے اور یہی جاہلیت ہے اپنے تمام عناصر ترکیبی اور اصول و مبادی کے ساتھ جاہلیت جس میں انسان ، انسان کی بندگی کرتا اور اللہ کے بجائے ایک دوسرے کو الہ اور رب بناتا ہے۔"

کارل مارکس مذہب کو عوام کی افیون قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مذہب ایک جال ہے جو معاشی استحصال کرنے والے طبقات نے غریب عوام اور مزدوروں کا استحصال کرنے اور انہیں زندگی بھر دھوکہ میں رکھنے کیلئے تیار کیا ہے تاکہ وہ ظلم و جبر کے خلاف مقابلہ کیلئے اٹھنے کی بجائے اسی نشہ میں بدمست رہیں اور جنت کے خیالی تصور کو مقصود بنا کر اس دنیا میں عدل و انصاف کے قیام کیلئے جدوجہد نہ کر سکیں۔ سید قطب نے مغربی سرمایہ داری کے رد عمل میں پیدا ہونے والے کارل مارکس کے نظریات پر بھی نقد کر کے بتایا ہے کہ یہ نظریات انکار خدا سے لے کر زر کے قدر زائد ہو نے تک دینی افکار سے کہاں کہاں ٹکراتے ہیں اور انسانیت کیلئے کس حد تک غیر مفید اور مضر ہیں۔ پھر قرآن کے معاشی افکار کی روشنی میں انہوں نے ان

معاشی مغربی افکار کا ابطال کر کے قرآنی فکر کی برتری ثابت کی ہے۔ اس کی وضاحت میں سید قطب اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"وشمول منهجه للحياة الواقعية وشؤونها العلمية وإقامتها على الأساس الأخلاقي العميق الأصيل في طبيعة هذا المنهج الإلهي القويم، فقد كره هذه الحالة الصارخة من الظلم والانحراف الأخلاقي في التعامل. وهو لم يتسلم بعد زمام الحياة الاجتماعية ، لينظمها وفق شريعته بقوة القانون وسلطان الدولة. وأرسل هذه الصيحة المدوية بالحرب والويل على المطففين. وهم يومئذ سادة مكة ، أصحاب السلطان المهيمن - لا على أرواح الناس ومشاعرهم عن طريق العقيدة الوثنية فحسب ، بل كذلك على اقتصادياتهم وشؤون معاشهم." (13)

''حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظام انسان کی واقعاتی زندگی اور اس کے تمام عملی حالات پر حاوی ہے اور انسانی زندگی کو اخلاقی اقدار کی محکم اور عمیق بنیادوں پر قائم کرنا دین قیم کی عین فطرت ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کو ظلم اور معاملات میں اخلاق سے انحراف کی یہ روش گوارا نہ ہو سکی حالانکہ اجتماعی زندگی کی زمام ابھی اس کے ہاتھ میں نہ آئی تھی کہ وہ قانون کی قوت اور حکومت کی طاقت کے بل بوتے پر شریعت الٰہی کے مطابق اجتماعی زندگی کی تنظیم و تشکیل کرنے کی پوزیشن میں ہوتا اس کے باوجود اسلام نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے خلاف بہ بانگ دہل اعلان جنگ کر دیا اور انہیں تباہی و بربادی کی دھمکی دی جبکہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والے معمولی لوگ نہیں، مکہ کے سردار اور رسوخ و اقتدار کے مالک تھے وہ بت پرستی کے عقیدہ کے واسطے عوام کے ذہنوں اور روحوں پر تو اثر و اقتدار رکھتے ہی تھے۔ ان کی اقتصادیات اور ان کی معاش کے مختلف پہلوؤں پر بھی ان کا تسلط تھا۔ "

مغربی سیاسی افکار پر تنقید

سید قطب دور جدید کے تمام سیاسی، اقتصادی اور عمرانی نظریات کو خواہ ان کا تعلق اشتراکیت سے ہو یا سرمایہ دارانہ نظام سے جاہلیت سے ماخوذ قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک سوشلزم، ترکش نیشنلزم اور عرب نیشنلزم وغیرہ نظریات میں دورِ جدید کے نوجوانوں کے لیے کوئی کشش اب

باقی نہیں رہی یہ نظریات اپنی موت مر چکے ہیں۔ اب صرف پرانے کھنڈرات کی طرح چند جاہ پرست اپنی ناکامی کا تاج سر پر سجائے ان کی پرستش کر رہے ہیں۔ وہ مجلہ " الاخوان المسلمون "میں لکھتے ہیں۔

"اسلامی نظام نہ تو غلامی کا نام ہے اور نہ اس کا جاگیر داری نظام سے کوئی تعلق ہے۔ اسے ہم سرمایہ دارانہ نظام کی صف میں بھی کھڑا نہیں کر سکتے نہ اس کو اشتراکیت کے خانے میں رکھا جا سکتا ہے۔ اسلامی نظام تو بس اسلامی نظام ہے اس کے ساتھ کسی اور تصور کی پیوند کاری درست نہیں ہے۔(14) "

مغرب کے فکرو فلسفہ کا ایک زہریلا عنصر قومیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم ہر چیز پر مقدم اور ہر چیز سے بالا تر ہے۔ مسئلہ قومیت کو یہودی قوم نے بطور ہتھیار استعمال کیا اور اسلام کی ان مضبوط بنیادوں کو گرانے کی کوشش کی جن پر اسلام کا اجتماعی نظام استوار تھا۔ اسی طرح مغربی جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ عوام کو تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرز حکومت میں ہر جاہل اور بدکردار آدمی کو اپنی رائے دینے اور منوانے کا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ ایک متقی اور عالم شخص کو حاصل ہے۔ اس میں عوامی نمائندوں کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کیا جاتا ہے۔ سید قطب انسانوں کی خود ساختہ اصطلاحات کو اسلام کے منافی انسانیت کیلئے سم قاتل قرار دیتے ہیں اور وہ مغربی جمہوریت کے ساتھ ساتھ انسانوں کے بنائے ہوئے دیگر نظاموں کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے سورۃ الانعام کی آیت نمبر۳۸،۳۹ کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:

''إن الإسلام هو الإسلام، والاشتراكية هي الاشتراكية، والديمقراطية هي الديمقراطية .. ذلك منهج الله ولا عنوان له ولا صفة إلا العنوان الذي جعله الله له ، والصفة التي وصفه بها .. وهذه وتلك من مناهج البشر.
و من تجارب البشر .. وإذا اختاروها فليختاروها على هذا الأساس .. ولا ينبغي لصاحب الدعوة إلى دين الله ، أن يستجيب لإغراء الذي الرائج من أزياء الهوى البشري المتقلب. وهو يحسب أنه يحسن إلى دين الله!'' (15)

''اسلام اسلام ہے، اشتراکیت اشتراکیت ہے، جمہوریت جمہوریت ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اور اس کا نام، عنوان اور صفت صرف وہی ہے جو اللہ نے ٹھہرائی ہے اور یہ

دوسرے مذاہب انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ انسانی تجربات ہیں، اگر کوئی انہیں اختیار کرنا چاہے تو اس بنیاد پر اختیار کرے۔ اسلامی اشتراکیت یا اسلامی جمہوریت وغیرہ کے ناموں سے اختیار نہ کرے۔ اسلامی اشتراکیت کوئی چیز نہیں، نہ اسلامی جمہوریت ہی کسی چیز کا نام ہے۔ صاحب دعوت کا یہ کام نہیں کہ دنیا میں رائج یا چلتے ہوئے کسی نظام یا رائے کو لے کر انسانی خواہشات و اہواء کی خاطر ان پر اسلام کا نام چسپاں کرے۔"

سید قطب نے مغرب کے تصور قومیت پر اپنی تصانیف میں بھرپور علمی و فکری تنقید کی ہے اور ٹھوس علمی بنیادوں پر مغرب کے اس تصور کو دنیا کے لیے زہر قاتل قرار دیا ہے۔ وہ مغربی قومیت اور وطنیت کی تباہ کاریوں اور اسلام کی عظمت رفتہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"ثم تتراجع البشرية عن القمة السامقة وتنحدر مرة أخرى إلى السفح. وتقوم - مرة أخرى - في نيويورك ، وواشنطن ، وشيكاغو .. وفي جوها نسبرج .. وفي غيرها من أرض «الحضارة!» تلك العصبيات النتنة. عصبيات الجنس واللون ، وتقوم هنا وهناك عصبيات «وطنية» و«قومية» و«طبقية» لا تقل نتنا عن تلك العصبيات.. ويبقى الإسلام هناك على القمة .. حيث ارتسم الخط الوضيء الذي بلغته البشرية ." (16)

"اب انسانیت پھر اسی پستی میں گر چکی ہے۔ جاہلیت، پھر واشنگٹن، نیو یارک، شکاگو اور جوہنسبرگ میں انہیں غلیظ، بدبو دار اور گندے تصورات میں گھری ہوئی ہے۔ رنگ، نسل، قوم، ملک اور خاندان کی وہی جاہلانہ عصبیت انسان کو انسانیت سے بے گانہ کر چکی ہے۔ وطنیت، قومیت اور طبقاتیت کے بھوت پھر انسانوں پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔ اسلام آج بھی اسی بلند چوٹی پر کھڑا ہے جہاں سے اس نے پہلی دفعہ انسانیت کو مساوات بشری کا سبق دیا تھا وہ انسان کو رحمت کی طرف بلا رہا ہے۔"

مغربی قومیت ایک بیماری ہے جو استعماری طاقتوں کے ذریعے نو آبادیاتی نظام کی پسی ہوئی قوموں کو رنگ، نسل اور علاقہ کی صورت میں ملی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی طرح مصر بھی برطانیہ کی نو آبادی تھا۔ مصری سیاست میں قومی اور وطنی نعروں کا سکہ رائج تھا۔ سید قطب نے آنحضور ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کو بنیاد بنا کر اس فتنے کی سخت ترین الفاظ میں اس طرح مذمت کی ہے۔

''إن عصبية العشيرة والقبيلة والقوم والجنس واللون والأرض عصبية صغيرة متخلفة.. عصبية جاهلية عرفتها البشرية في فترات انحطاطها الروحي ، وسماها رسول الله - ﷺ - " منتنة " بهذا الوصف الذي يفوح منه التقزز والاشمئزاز .'' (17)

''رہی قبیلہ و برادری اور قوم و نسل اور رنگ و وطن کی عصبیت اور دعوت تو نہ صرف یہ دعوت تنگ نظری، تنگ دامانی اور محدود الاثر ہے بلکہ انسانی پسماندگی اور وحشت کی یادگار ہے یہ جاہلی عصبیت ان ادوار میں انسان پر مسلط ہوئی تھی جب اس کی روح انحطاط اور پستی کا شکار تھی آنحضور ﷺ نے اسے'' سرانڈ ''سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی ایسی مردار جس سے عفونت کی لپٹیں اٹھ رہی ہوں اور انسان کا ذوق نفیس کرب و کراہت محسوس کر رہا ہو۔ ''

سید قطب اپنی تصانیف بالخصوص تفسیر فی ظلال القرآن میں جہاں تہذیب مغرب پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں وہیں فکر اسلامی کی برتری اور علو کو بدلائل ثابت کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اسلام ہی انسانیت کی معاشی ترقی اور معاشرتی و سیاسی استحکام کا دین ہے اس دین کے اندر سیاسی نظام کی نگرانی کے ذریعے اجتماعی فوائد کا حصول ممکن ہے۔ اس میں نہ تو انفرادی ملکیت کا بے محابہ و استحصالی انداز روا ہے اور نہ ہی انفرادی ملکیت کا سرے سے انکار کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ تصانیف سید قطب کے اندر مغربی علوم و افکار، معاصر انحرافی افکار کا اسلامی اور عقلی پیمانے پر تجزیہ کر کے قرآنی و اسلامی ہدایات و افکار کی برتری اور علو کو ثابت کیا گیا ہے۔ بالخصوص تفسیر فی ظلال القرآن فکر مغرب کے اور اسلام کے اجتماعی نظام کے تحلیل و تجزیے پر شاندار انداز میں تبصرہ کرتی ہے اور اسلام کی تعلیمات، نبی کریم ﷺ کا اسوہ اور قرآنی ہدایات کو انسانیت کی معراج قرار دیتی ہے۔

تہذیب مغرب پر تنقید کے فکرو فلسفہ پر اثرات

☆ سید قطب کا ممتاز و نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ عہد حاضر کی تفہیم اور مغربی افکار و نظریات سے مکمل طور پر آگاہ ہیں وہ ان افکار پر علمی و عقلی تنقید کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور تہذیبی نقد و جرح کر کے مغربی فکرو فلسفہ کی درماندگی کو واضح کرتے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوا

کہ مسلم دنیا مغربی افکار کی برتری کو قبول نہیں کرتی بلکہ قرآنی طرزِ زندگی اور فکر و عقیدہ کو ہی برتر، کامیاب اور محکم سمجھتی ہے۔

☆ سید قطب نے اپنی تصانیف میں دین اسلام کے بنیادی دینی تصورات مثلاً ایمان بالغیب، ایمان بالرسالت، ایمان بالآخرۃ، ہدایت بالقرآن، عبادت اللہ واحد وغیرہ کی انتہائی مضبوط دلائل، بھرپور جرأت ایمانی اور کامل عزم و یقین سے ترجمانی اور وکالت کی ہے اور ان کے بالمقابل مغربی تصورات مثلاً ہر قسم کی ہدایت کے لیے عقل انسانی پر انحصار، مافوق الفطرت ہستی کے وجود کا انکار، مادہ پرستی، اباحیت پسندی وغیرہ پر خوب جم کر تنقید کی ہے اور ان کے دلائل کے ضعف اور بے وزنی کو اجاگر کیا ہے۔ اس سے قاری کو سکون اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوتی ہے اور دین اسلام کی صداقت اور حقانیت پر اس کے ایمان و یقین میں استحکام اور پختگی آتی ہے۔

☆ تہذیب مغرب پر تنقید کے نتیجے میں جدید مسلم معاشروں خاص طور پر نوجوانوں اور جدید نسل پر تفسیر مذکور کے دعوتی پہلو کے اثرات نمایاں ہیں، جامعات و کالجز میں زیر تعلیم طلباء کی ایک کثیر تعداد کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے ہدایت کی راہ دکھائی ہے جدید اور علمی موضوعات پر تفسیر کی علمی و ادبی تعبیرات قارئین کے احساسات کو گرفت میں لے لیتی ہے مفسر نے تفسیر ہذا کے علاوہ اپنی دیگر تصنیفات کے ذریعے بھی قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی طویل جدوجہد کی ہے۔ اس فکر کے نتیجے اور اس کے مقاصد کے حصول کے لیے جو تحریکیں اور ادارے معرض وجود میں آئے ہیں ان کو اور ان کی خدمات کو احاطہ تحریر میں لانا بہت مشکل کام ہے۔

☆ تفسیر میں اعتقادی مسائل خصوصاً اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال میں توحید، عقیدہ رسالت، مناظر قیامت، اثبات وحی و رسالت، ایمان بالکتب والملائکہ وغیرہ زیر بحث لانے اور ان پر عقلی دلائل سے مسلم امت کے فکر و عقیدہ پر گہرے مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قدیم و جدید گمراہ فرقوں کی تردید بھی ہوئی ہے۔

☆ تفسیر میں سائنسی نظریات و مفروضات کا عقلی و نقلی دلائل سے ابطال کیا گیا ہے جس سے لوگوں کا ایمان و یقین پختہ ہوا کہ سائنسی نظریات قرآن کے مخالف ہوں یا موافق، قرآن کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے قرآن کریم اصل الاصول ہے۔ اگرچہ قرآن سائنس کے مخالف نہیں ہے لیکن دونوں کے دائرہ کار میں فرق ہے حقیقت یہ کہ قرآن مجید آخری اور مطلق حقائق کا مجموعہ ہے اور وہ انسان کی تعمیر و تربیت بعینہ ایسے انداز میں کرنا چاہتا ہے جو نوامیس فطرت اور کائنات کے مزاج کے خلاف نہ ہو۔

عصری طرز حیات پر اثرات

☆ سید قطب کی تفسیر کے اندر جگہ جگہ مغربی طرزِ حیات سے متاثر عصری طرز حیات پر تنقید ملتی ہے اور اس ذیل میں انہوں نے مضبوط دلائل اور تہذیبی شواہد کے ساتھ ساتھ اسلامی طرز معاشرت کی جاندار وکالت کی ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے دلائل کا مرکز قرآن مجید کو قرار دیتے ہیں اور قرآن مجید کو وہ بیک وقت ایک الہامی اور فکری کتاب کے ساتھ ساتھ طرز حیات میں عملی کتاب قرار دیتے ہیں چنانچہ اس کی نہایت لطیف اور خوبصورت وضاحت تفسیر کے عنوان سے ہو رہی ہے کہ ایک مومن کی زندگی اور طرز حیات فی ظلال القرآن کا مصداق ہونی چاہیے۔

☆ فی ظلال القرآن کا ایک امتیاز مغربی فکرو فلسفہ سے آگاہی ہے اور اس ضمن میں الحاد، سرمایہ داری، کمیونزم، سوشلزم اور مادیت پرستی جیسے افکار کو سید قطب متعلقہ آیات میں زیر بحث لاتے ہیں اور پھر ان پر عقلی دلائل اور عصری شواہد کے ذریعے نقد کر کے ان کی کم مائیگی ثابت کرتے ہیں اس لیے فی ظلال القرآن کا قاری اسلام کے بالمقابل کسی عصری نظام سے مرعوب اور متاثر نہیں ہوتا ہے۔

☆ عہد حاضر کے فلسفہ حیات میں جو ملمع کاری اور تزئین و تزہیب دنیا کا پہلو ہے۔ صاحب تفسیر اسے ایمان اور عقل خام کی کش مکش قرار دیتے ہیں اور اس عقل خام کے ناقص اور ناتمام پہلوؤں کو دلائل سے ثابت کرتے ہیں اور دوسری جانب ایمان، اس کے لوازمات اور صاحب قرآن کی بھرپور متمدن زندگی کو پیش کر کے بتاتے

ہیں کہ عقل خام کے بجائے اسوۂ حسنہ کے اس ماڈل کی اتباع ہی کی بدولت عقل پا کر ایمان کے حضور سر بسجود ہو جاتی ہے اور اپنی عقل کو توحید الٰہی اور رسالت و آخرت کے عقلی دلائل سے مزین کرتے ہوئے ایک کامل اور جامع طرز زندگی کی مثال پیش کرتی ہے جس میں عقل اور ایمان کی کش مکش نہیں ہوتی بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے معاون اور مؤید بن جاتے ہیں جسے قرآن" **ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون** " (18)سے تعبیر کرتا ہے اس کا اثر عقل کو وحی کے تابع کرنے کی صورت میں نکلتا ہے جس میں نہ تو عقل سے مقابلہ و مبارزت ہوتی ہے اور نہ عقل کا انکار کیا جاتا ہے بلکہ عقل کو راہِ ہدایت کا وسیلہ اور ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور قاری یقین و اطمینان کی دولت سے فیض یاب ہو جاتا ہے۔

☆ مفسر نے اپنی تفسیر میں جدید نظام ہائے حیات کو تنقید کا نشانہ بنایا وہ دور جدید کے تمام نظام ہائے حیات کو جاہلیت سے ماخوذ قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک ان نظاموں کے اصول و قوانین انسانی عقل سے بنائے گئے ہیں۔ جبکہ عقل وحی کی رہنمائی کے بغیر ادھوری ہے۔ اس طرز تنقید سے مسلمانوں میں اسلام کی عالمگیریت ،ابدیت اور ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کا یقین پختہ ہوا۔

☆ تفسیر فی ظلال القرآن میں مغربی فکرو فلسفہ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ مغربی تصور کائنات و حیات اور تصور قومیت و جمہوریت جیسے استشراقی تحدیات کا بھرپور اور مدلل جواب دیا گیا ہے اس سے جدید تعلیم یافتہ طبقے کے ذہن میں موجود شکوک و شبہات دور ہونے میں مدد ملی۔ اور اسلام کی حقانیت کھل کر ان کے سامنے آگئی۔

تمدن و معاشرت پر اثرات

☆ تفسیر فی ظلال القرآن کے اندر عقیدے کے ساتھ ساتھ عہد رسالت، عہد صحابہ اور سلف صالحین سے لے کر اپنے عہد تک کی تہذیبی و دینی روایت کو دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ اسلامی تمدن محض ایک علمی روایت کا نام نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر تہذیبی، فکری اور معاشرتی تحریک ہے جس کے بے پناہ اثرات ان لوگوں پر بھی مرتب

ہوئے جو اہل ایمان نہ تھے جیسے اسلامی تہذیب کی رواداری اور وسعت قلبی نے یہود کے عناد اور بغض کے باوجود انہیں اپنے دامن میں پناہ دی۔ اسلامی تمدن کا ایک علمی امتیاز یونانی اور رومی علوم سے استفادہ بھی رہا انہیں یکسر لا دینی قرار دے کر مسترد نہیں کیا گیا بلکہ ان کے مفید اجزاء کو قبول کیا اور ان کے فکرو فلسفہ کے کمزور اجزاء پر تنقید کر کے ان کو رد کیا اس لیے اس تفسیر کے قاری کو دنیا بھر کے علوم سے استفادہ کرتے ہوئے کوئی مانع اور رکاوٹ پیش نہیں آتی اور ساتھ ہی وہ قرآنی فکر سے بھی برابر مستفید ہو رہا ہوتا ہے۔

☆ تفسیر میں عصر حاضر کے اہم مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ دنیا کے باطل افکار، مادی فلسفوں اور تمدنوں اور ان اصولوں پر کاری ضرب لگاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس فطرت کے خلاف ہیں جن پر اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کو تخلیق کیا ہے یہ تفسیر جدید الحادی تہذیبوں کا ایک علمی اور موضوعی جائزہ پیش کرتی ہے اور ان کے فساد و بگاڑ کا تجزیہ کر کے ان پر اسلامی تہذیب کی برتری ثابت کرتی ہے۔

☆ اس تفسیر نے دور جدید میں اسلامی تعلیمات کی ترویج اور عام تعلیم یافتہ طبقے میں اسلام کی صحیح تفہیم کی راہ میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہن کو متاثر کیا۔ اسلامی تجدید و احیاء کی امنگ دلوں میں پیدا کی۔ مغربی تمدن کے پیغام و رجحان کے مقابلے میں مغرب پر تنقیدی نگاہ ڈالنے کا عوام و خواص میں حوصلہ پیدا ہوا وہ اب مغرب پر کڑی نکتہ چینی کرنے کے قابل ہو گئے۔

☆ مذکورہ تفسیر نے ایک اسلامی تحریک کے علاوہ ریاست کے نظام کو چلانے کے لیے ایک واضح لائحہ عمل دیا ہے مغرب کی نظر میں اسلام کے سیاسی تصورات چونکہ ایک ہیولہ کی صورت رکھتے ہیں اس لیے اس پر کڑی تنقید کی جاتی ہے۔ تفسیر نے اس کے مثبت اور تعمیری پہلو اور خدوخال واضح کیے ہیں۔ مصنف نے اسلام کے سماج کو ایک کل کی حیثیت دی اور اس کے اجزاء کی کڑیوں کو باہم ملایا۔ فرد سے گھر، گھر سے محلہ، محلہ سے تنظیم، تنظیم سے ریاست کی کڑیوں کو باہم ملا کر ایک قابلِ عمل سیاسی، معاشی اور سماجی نظام کا

شعور دیا۔ علاوہ ازیں تفسیر مذکور نے عالمی اور علاقائی آمرانہ حکومتوں پر سخت تنقید کا حوصلہ دیا ہے۔

دینی ادب پر اثرات

☆ تفسیر میں فکر اسلامی پر مستشرقین و متجد دین کے اعتراضات و شکوک کا تحقیقی و تجزیاتی انداز میں جواب دیا گیا ہے اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ مسلمانوں میں اسلامی علوم اور دینی ادب و افکار کی برتری اور تفوق کا احساس جاگزین ہو ااور دوسری طرف افکار مغرب سے مرعوبیت میں کمی واقع ہوئی۔

☆ تفسیر فی ظلال القرآن کے مندرجات کے گہرے مطالعہ سے اہل علم کا دین اور دینی ادب کے بارے میں یہ تصور راسخ ہوا کہ اسے ایک اجتماعی نظام اور انقلابی دعوت کی حیثیت سے پیش کیے جانے سے مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

☆ دینی ادب بالخصوص قرآن و سنت کے مطالعہ نے مختلف اسلامی تحریکوں کے کارکنان پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ تفسیر فی ظلال القرآن کے مندرجات جماعت اسلامی پاک و ہند کے تربیتی نصاب کا حصہ ہیں۔ ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی اپنی تصنیف" اخوان المسلمون "تزکیہ، ادب، شہادت "میں رقمطراز ہیں۔

> "مولانا مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن، مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن اور سید قطب کی تفسیر فی ظلال القرآن کے اُردو ترجمہ نے کارکنوں کی تربیت پر زبردست اثرات مرتب کیے۔ ہفت روزہ درس قرآن، دعوتی اجتماع، حلقہ مطالعۂ قرآن، ماہانہ تربیتی اجتماعات، احتسابی جائزے، اجتماع کارکنان نے تربیت و تزکیہ اور تنقید و احتساب کے بھرپور مواقع فراہم کیے۔(19)"

☆ تفسیر فی ظلال القرآن عصر حاضر کی اسلامی تحریکات کے کارکنوں اور تحریک کے آئندہ لائحہ عمل کے لیے نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ بیسویں صدی میں مغرب کے لا دینی نظام کے خلاف اس میں بلاشبہ عظیم الشان لٹریچر موجود ہے جس میں مغرب کے الحاد پر تنقید کے ساتھ اس کے استعماری عزائم کو بھی بے نقاب کیا گیا ہے۔ مسلمان علماء مصلحین اور

داعیان حق نے اس لٹریچر کی رہنمائی میں اسلام کی حقانیت پر مسلمانوں کے ایمان و اعتقاد کو بحال کیا اور عقلی استدلال کے ساتھ مذکورہ تفسیر کے اسلوب میں نظام زندگی کے مختلف پہلوؤں کی علمی و عملی وضاحت کی۔

☆ سید قطب شہید نے مغربی فکرو فلسفہ کے خلاف اسلام کی حقانیت، معقولیت اور نافعیت کو ثابت کرنے کے لیے اپنی جان تک کی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا یہی وجہ ہے کہ ان کے علمی و تحریری سرمایہ کا (جو کہ کتب اور تفسیر کی شکل میں موجود ہے) بین الاقوامی زبانوں میں ترجمہ ہوا جس سے اس کے اثرات کسی ایک خطہ تک محدود نہ رہ سکے۔ بتدریج فکر کی مرعوبیت، احساس کمتری اور معذرت خواہانہ ذہنیت کا خاتمہ ہوا۔ مسلم نوجوان اسلام و ایقان کی دولت سے مالا مال ہو کر دعوت و احیاء دین کی جدوجہد میں لگ گئے۔ ان حقائق کی ترجمانی کرتے ہوئے" تحریک احیائے اسلام کے آٹھ درخشندہ ستارے " کے مصنف یوں رقمطراز ہیں۔

"سید قطب شہید جنہوں نے اسی گزشتہ صدی میں عالمگیر سطح پر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اللہ کے دین ، دین اسلام کو عالمی امن کا پروانہ قرار دیا اور اس کے حق میں اپنے قلم کے علاوہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے امت مسلمہ کے سامنے نظریہ اسلام پیش کیا ۔ آج ان کا نہ صرف نام زندہ جاوید ہے بلکہ خود دین اسلام ایک طرف بتدریج امت مسلمہ کے دلوں کی آواز بنتا جا رہا ہے ہر خطہ زمین اور ملک میں تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے اور تمام تر اسلحہ کی قوت کے باوجود مغرب کے لیے ایسا چیلنج ہے جس میں اسلام کی فتح یقینی ہے " (20)

نتائج بحث

مغربی تہذیب و تمدن کے دن بدن پھیلاؤ سے آج دنیا بھر میں بالخصوص مسلمان ذہنی، اخلاقی، دینی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور پر زوال کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک "معذرت خواہ "طبقہ پیدا ہوا ہے جو بے چارہ مغرب اور اہل مغرب کے سامنے اس بات پر شرمندہ ہے کہ اسلام میں جہاد و قتال جیسے احکام موجود ہیں۔ اس صورتحال میں سید قطب کی تہذیب مغرب

پر تنقید تیر بہ ہدف ثابت ہوئی۔ اس سے مسلمانوں کی نئی نسل میں اسلامی تہذیب و تمدن پر تفاخر کا احساس جاگزیں ہوا ہے اور اب نئی نسل کے سامنے اہل مغرب کی یلغار، مستشرقین کے مکر و فریب، صیہونیت و صلیبیت کے کذب و افتراء اور مغربی استعمار کی چالوں کی قلعی کھل گئی ہے۔ اور اسلام بطور دین ان کی زندگیوں میں شامل ہونے لگا ہے۔

حوالہ جات

1. John Calvert, Sayyid Qutub and the origins of Redical Islamism, London: C. Hurst & Co., 2018, p.139

2۔ سید قطب، معالم فی الطریق، بیروت: دارالشروق، 1987ء، ص124

2. Sayyid Kutub, Ma‘ālim fi al-Tarīq, Baruit: Dār al-sharūq, 1987 p. 1240

3۔ندوی، ابو الحسن علی، سید، مسلم ممالک میں اسلامیت او ر مغربیت کی کش مکش، کراچی: مجلس نشریات اسلام، 1976ء، ص 215

3. Nadwi abū al-Hasan Ali, Sayyid Muslim Mumālik main Islamiyyat, Aur Magharbayyet ki Kashmaksh, Karachi: Majlis nashriyat Islam, 1976. p. 215

4۔ سید قطب، فی ظلال القرآن، قاہرہ: دارالشروق، 2003ء، ج4، ص2511

4. Sayyid Qutub, fī Ẓilāl al-Qur’ān, Dār al-Sharūq. Cairo 2003, Vol. 4 p. 2511

5۔فی ظلال القرآن، ج 6، ص3965

5. Fī Ẓilāl Al-Qur’an, Vol. 6 p. 3965

6۔ محمد قطب، اسلام اور جدید مادی افکار، لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1984ء، ص 90

6. Muhammad Kuṭub, Islam Awr Jadīd Mādī Afkār, Lahore: Islamic Publications, 1984, p. 90

7۔ سورۃ الروم30:30

7. Al-Qur’an 30: 30

8۔ محمد قطب اسلام اور جدید مادی افکار، ص 89

8. Islam Awr Jadīd Mādī Afkār, 1984, p. 89

9۔ سورۃ البقرہ 38:2

9. Al-Qur'an 2:38

10۔ فلاحی، عبیداللہ فہد، عمری، محمد صلاح الدین، سید قطب شہید حیات و خدمات، لاہور: منشورات ،1999 ء، ص 29

10. Falāhī, Ubaid Ullah Fahad, Umri, Muhammad Ṣalāh al-Dīn, Sayyid qutub Shahād Hayāt wa Khidmāt, Manshoorat, Lahore, 1999 p. 29

11۔ فی ظلال القرآن، ج 6 ، ص3830

11. Fī Ẓilāl al-Qur'an, vol. 6 p. 3830

12۔ فی ظلال القرآن،ج1،ص557

12. Fī Ẓilāl al-Qur'an vol. 1 p. 557

13۔ فی ظلال القرآن،ج6،ص3855

13. Fī Ẓilāl al-Qur'an Volume, 6, p. 3855

14۔ مجلہ الاخوان المسلمون، شمارہ جون1954ء،ص 33

14. Magazine al-Ikhwān al-Muslimūn, Edition June 1954, p. 33

15۔ فی ظلال القرآن ،ج1،ص1083

15. Fī Ẓilāl al-Qur'an, Vol. 1, p. 1083

16۔ فی ظلال القرآن،ج1،ص1104

16. Fī Ẓilāl al-Qur'an, Vol. 1, p. 1104

17۔ معالم فی الطریق،ص 159

17. Mu'ālim fī al-Ṭarīq, p. 159

18۔ سورۃ الجاثیہ 3:45 1

18. Al-Qur'an 45:13

19۔ اخوان المسلمون ، ص 326

19 Al-Ikhawān al-Muslimūn, p. 326

20۔ فاروقی، شفیق الاسلام، تحریک احیائے اسلام کے آٹھ درخشندہ ستارے ، لاہور: اذان سحر پبلیکیشنز، 2011ء ،ص263

20. Farūqī, shafiq al-Islam, Tahrīk iḥya' e-islam kay āth Darakhshandah sitāray, Aḍān e Sahar Publications, Lahore 2011, p. 263